۱۔ فنونِ لطیفہ

فطرت پہلی فنکار ہے۔ فطرت نے کائنات میں ایک سے ایک خوبصورت چیز پیدا کی ہے۔ زمین نے اپنی کوکھ سے حُسن کے خزانے اُگلے ہیں۔ ہر سال بہار کا موسم اپنی رنگینیوں کے ساتھ آتا ہے۔ گلاب، چنبیلی، بیلا اور نہ جانے کیسے کیسے رنگین اور خوشنما پھول کھلتے ہیں اور اُنھیں دیکھ کر ہم مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے۔ زمین کے سینے سے شفاف پانی کے چشمے اُبلتے ہیں۔ یہ منظر ہمارا دل موہ لیتا ہے۔ ہم پہاڑوں، وادیوں اور مرغزاروں کو دیکھتے ہیں اور قدرت کی صناعی اور فن کاری کے قائل ہو جاتے ہیں۔ ہم دھنک کو دیکھتے ہیں تو ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ قدرت نے اپنے موئے قلم سے یہ اَبرو جیسی حسین کمان کیسے بنا دی، جس کی رنگ آمیزی انوکھے انداز کی ہے۔

فطرت کی نقالی۔ مخلوقات میں سب سے بڑا درجہ انسان کا ہے۔ اسلئے اسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ وہ فطرت سے اسی متاثر ہوتا ہے۔ گویا فطرت کے تخلیقی عمل نے اُسے بھی تخلیق کی طرف مائل کر دیا ہے۔ وہ اس دنیا کے سنوارنے میں لگا ہوا ہے۔ اُس نے اپنی صلاحیت سے دنیا کے اس قدرتی خزانے میں کچھ اور اضافہ کیا ہے۔ اس خزانے کی گنتی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ یہ خزانہ کم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ یہ وقت اور آنے والی نسلوں کے ساتھ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اسے ہم فنون لطیفہ کا نام دیتے ہیں۔ فنون لطیفہ کے یہ نمونے انسانی سعی کے وہ کمال ہیں جن سے انسانی تہذیب نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ فن کاری کے یہ نادر نمونے آپ کو عمارتوں، مجسموں اور تصویروں کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ انسان ہزاروں برسوں سے اپنے جذبات احساسات اور خیالات کو ایسی فنی شکلیں دیتا چلا آ رہا ہے اور انھیں دیکھ کر ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ فنی شہ پارے ہیں۔ ماضی کی فنی تخلیقات کی بدولت ہم اپنے اجداد کی تہذیب کو سمجھتے ہیں۔ ان میں ہمیں ایسی تخلیقات بھی نظر آتی ہیں جو سیکڑوں برس پہلے وجود میں آئیں لیکن ان پر امتداد زمانے کی گرد نہیں پڑی اور ہمیں ان میں تہذیبی جھلکیاں صاف دکھائی دیتی ہیں۔

فن آرائش کا ذریعہ بھی ہے۔ پرانے زمانے میں فنی تخلیقات کا اظہار تین شکلوں میں ہوتا تھا۔ فن تعمیر، مصوری اور بت سازی۔ ان میں فن تعمیر سب سے پرانا ہے۔ کیونکہ ایک زمانہ تک دیواروں پر ہی تصویریں بنائی جاتی تھیں تاکہ دیواروں کا بھدا پن دور ہو اور وہ خوشنما معلوم ہوں آپ دیکھتے ہیں آج کل ان کی جگہ فریم کی ہوئی تصویروں نے لے لی ہے۔ ہم دیواروں پر تصویریں نہیں بناتے بلکہ فریم میں تصویریں لگا کر دیواروں کے سہارے لٹکا دیتے ہیں۔ ہاں مندروں اور سینما گھروں میں اب بھی لوگ دیواروں پر تصویریں بناتے ہیں۔ بت سازی (مجسمہ

سازی) فن تعمیر کے بعد وجود میں آئی کیونکہ بت ساز انھیں مندروں اور محلوں میں رکھنے کے لئے بناتے تھے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فن کی خوبصورتی کا سجاوٹ سے تعلق ہے، اور جب کسی فن پارے کو اچھی طرح سجایا جاتا ہے تب اس کی خوبصورتی معلوم ہوتی ہے اگر کسی شخص میں اس کو پسند کرنے کی پہلے سے صلاحیت ہے تو وہ سجاوٹ کے بغیر بھی اسے پسند کرے گا۔

محبت، غم، حُسن اور عبادت کے جذبات کا اظہار: پرانے زمانے میں جب بھی انسان کے دل کا خیال پیدا ہوا تو اس کا اظہار فن تعمیر کی شکل میں ہوا یا بت گری اور مصوری کی صورت میں۔ یہاں یہ بات سوچنے کی ہے کہ کون سے ایسے جذبے تھے جنھوں نے انسان سے یہ عظیم کام لئے۔ دراصل انسان کے دل میں فنی تخلیقات کی قدرتاً ایک اُمنگ پیدا ہوتی تھی ایک جذبہ پیدا ہوتا تھا۔ یہ محبت، غم، حُسن اور عبادت کا جذبہ تھا، جو انسان کو فنی تخلیق پر مائل کرتا تھا۔ اگر انسان کے دل میں ایسا کوئی احساس نہ ہوتا تو انسان فنی صلاحیت سے بالکل عاری ہوتا۔ یہ جذبات انسان کو ایسی کیفیت میں مبتلا کرتے ہیں جو اس کے دل میں لطیف احساسات پیدا کرتی ہے اور یہی لطیف احساسات اس کو تخلیقی عمل پر مائل کرتے ہیں۔ ان احساسات میں سب سے زیادہ پُراثر اور خیال انگیز جذبہ محبت کا ہے جس کی وجہ سے سب سے زیادہ فنی تخلیقات ظہور میں آئی ہیں۔ یہ جذبہ محبت، ماں، باپ، بہن، بھائی، عورت، مرد اور بہتوں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ اور یہی جذبہ محبت، سچائی شجاعت، وطن اور خدا سے بھی وابستہ ہوتا ہے۔ محبت کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ یہہ انسان سے لے کر خدا اور سچائی سے لے کر وطن تک حادی ہے۔

آپ کسی بھی فنی نمونے کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس کا خاکہ، محبت، غم یا عبادت کے جذبے پر مبنی ہے۔ عبادت کے جذبے نے انسان سے مجسمے ترشوائے، مندر مسجد اور گرجا بنوائے۔ غرض انسان ان جذبات سے متاثر ہو کر تخلیقی عمل کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنی قوت متخیلہ اور احساس حسن کے جذبوں سے سرشار ہو کر اپنی ذہنی مخلوق کو عمارت، تصویر اور مجسمے کی شکل میں وجود خارجی عطا کیا۔

اکثر دلوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر حسن ہے کیا اور قوت متخیلہ کسے کہتے ہیں؟ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہم کس چیز کو خوبصورت کہتے ہیں۔ اور کس چیز سے ہماری روح کے تار جھنجھنا اُٹھتے ہیں۔ ظاہر ہے ہم خوبصورتی کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتے لیکن اُسے محسوس ضرور کرتے ہیں۔ اس کی لطافت ہمارے دل و دماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ حالانکہ کوئی پوچھے کہ خوبصورتی بذات خود کیا شے ہے اور کسے کہتے ہیں تو اس کی تعریف میں اگر ہم سیکڑوں صفحے لکھ

دیں اور گھنٹوں اپنی گویائی کی پوری قوت صرف کر دیں پھر بھی وہ بات جو ہم آپ محسوس کرتے ہیں الفاظ میں ادا نہ ہو سکے گی۔ ہم تاج محل کو دیکھتے ہیں اور کہہ اُٹھتے ہیں ''واہ کیا حسین عمارت ہے'' ہم گلاب کے پھول کو دیکھ کر کہتے ہیں ''کتنا حسین پھول ہے۔'' ہم لیونارڈو ڈاونسی کی تصویر ''مونالیزا'' دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں۔ ''کتنی حسین تصویر ہے'' اور پھر کسی بچہ کو دیکھ کر ہمارا جی خوش ہو جاتا ہے ''بڑا حسین بچہ ہے'' حالانکہ ایک پتھر کی عمارت ہے، دوسرا پنکھڑی کا مجموعہ ہے، تیسرا کاغذ پر ہاتھ سے کھینچا ہو نقش اور چوتھا ایک گوشت کا بنا انسان۔ ان سب میں کوئی عنصر مشترک نہیں پھر بھی ایک چیز سب میں یکساں محسوس ہوتی ہے وہ ہے ''حسن''۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے جسے ہم اپنے ہوش وحواس کی موجودگی میں اسی طرح محسوس کرتے ہیں جیسے کان سے گانا سنتے ہیں آنکھوں سے کوئی مرئی چیز دیکھتے ہیں۔ ہم اس حقیقت سے نہ انکار کر سکتے اور نہ اسے جھٹلا سکتے ہیں۔